Research Journal
Tahqeeqat

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل
تحقیقات

# پاکستان میں اردو مصاحبہ کے مجموعے

# *Collections of Urdu Interview in Pakistan*

***Muhammad Farooq (Corresponding Author)***
*PhD Urdu Scholar, Govt. College University, Faisalabad*
***Dr Zafar Hussain Harral***
*Associate Professor, Bahauddin Zakaria University, Multan*

**محمد فاروق(کورسپونڈنگ آتھر)**
پی ایچ ڈی اردو اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
**ڈاکٹر ظفر حسین ہرل**
ایسوسی ایٹ پروفیسر، بہاؤالدین زکریایونیورسٹی، ملتان

***Abstract***

*The interview stands as an influential medium for communication, with its evolution shaped significantly by the advent of radio. While its origins remain ambiguous, the practice of informal interviews is as old as humanity itself. The Renaissance introduced widespread societal changes, including advancements in communication. The invention of the printing press amplified the role of newspapers, which began publishing interviews to highlight achievements and inspire readers. Moving from the Stone Age to the current Information Age, technology has enhanced connectivity and eased access to information, yet the essence of knowledge remains rooted in human interaction.Modern interviews transcend traditional formats, being accessible through books, newspapers, magazines, websites, television, and video platforms. Historically, interviews gained prominence in British journalism in the late 19th century and gradually evolved into a significant component of radio broadcasting by the 1930s. Early radio interviews documented social circumstances and notable accomplishments, aiming to educate and engage listeners.In the Indian subcontinent, interview writing flourished, with notable contributions from literary figures and journalists in both India and Pakistan. Distinguished works in Urdu interview literature have been created by writers such as Dr. Shakil Akhtar, Tahir Masood, and others, reflecting the genre's dynamic growth and adaptability. These contributions continue to enrich cultural discourse.*

***Keywords:*** *Interview, Tahir Masood, Asif Farrukhi, Altaf Ahmed Qureshi, Dr Rashid Hameed, Dr Khawar Jamil, Shafi Aqeel, Asim Butt*

**کلیدی الفاظ:** مصاحبہ، طاہر مسعود، آصف فرخی، الطاف احمد قریشی، ڈاکٹر راشد حمید، ڈاکٹر خاور جمیل، شفیع عقیل، عاصم بٹ

انٹرویو ترسیل کی ایک اہم صنف ہے۔ ریڈیو نے انٹرویو کو ترقی دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انٹرویو کے ارتقا سے متعلق بات کرنا مشکل ہے کیونکہ اس کے آغاز کے بارے میں کوئی حتمی رائے موجود نہیں ہے۔ لیکن کائنات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک غیر رسمی انٹرویو کا لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لہذا یہ سلسلہ طویل ہوتا ہے۔ انسان کا یہ انٹرویو روزمرہ زندگی کے مختلف سوالات پر مشتمل ہوتا ہے اور انسان اس کا جواب کبھی اشاروں کنایوں میں دیتا ہے اور کبھی مکمل بولنے کی صورت میں جواب دیتا ہے۔ یہ انٹرویو ایک فطری عمل ہے جو پوری دنیا میں جاری و ساری ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے دوران زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلی آئی۔ اس طرح یہ تبدیلی ذرائع ابلاغ کی رسل و رسائل میں بھی در آئی۔ خصوصاً جب پرنٹنگ مشین ایجاد ہوئی تو اخبارات کی اشاعت میں اضافہ ہونے لگا۔ ان اخبارات میں معروف شخصیات کے ادبی و غیر ادبی مصاحبات کو شائع کیا جاتا۔ کسی شخص کے کارنامے دوسروں تک پہنچانے اور اس شخص کی حوصلہ افزائی کے لیے انٹرویو کیا جاتا تھا۔ انسانیت پتھر کے دور سے کانسی کے دور میں اور پھر لوہے کے دور میں داخل ہوئی۔ موجودہ دور کو بجا طور پر انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور کہا جاسکتا ہے۔ اس دور میں جہاں رابطے آسان ہوئے ہیں وہاں بات کی تصدیق بھی آسان ہوگئی ہے۔ انٹرنیٹ کی سہولت سے رابطے، علم اور معلومات نے کمپیوٹر سے لیپ ٹاپ، ٹیب اور موبائل کا سفر طے کیا ہے۔ البتہ علم کے حصول اور فہم کا ذریعہ بہر حال انسان ہی ہے۔ کتب بینی کی اہمیت اپنی جگہ وہیں قائم ہے۔

OPEN ACCESS
HEC
DRJI
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
اشاریہ اردو جرائد
EuroPub

دورِ حاضر میں مصاحبہ مطبوعہ کتب، اخبارات، رسائل، جرائد، ویب سائٹس، ٹیلی وژن اور وڈیو ویب سائٹس پر پڑھنے، سننے اور دیکھنے کو مل جاتا ہے۔ مصاحبہ کی تاریخ وارتقا کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں درجہ بدرجہ ہونے والی تبدیلیوں کو محققین نے تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر شکیل اختر کی کتاب "روبرو" کے دیباچے میں پروفیسر شفیع قدوائی مصاحبہ کے ارتقا سے متعلق کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"برطانیہ میں انٹرویو انیسویں صدی کے آخر میں امریکہ سے آیا۔ یہ نئی صحافت کا حصہ تھا۔ جس نے میڈیا کی دنیا کو تہہ و بالا کر دیا۔ بیسویں صدی کی ترقی یافتہ صحافت میں انٹرویو کی اہمیت زیادہ بڑھ گئی۔"(۱)

وہ مزید لکھتے ہیں:

"برطانیہ میں نشریات کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ہو گیا تھا۔ لیکن کئی برسوں تک ریڈیو کے ذمہ داروں نے اس صنف کو قابل اعتنا نہیں سمجھا اور ریڈیو نشریات کے معنی صرف ریڈیو ٹاک، تبصرے رپورٹ نیوز کے دوران بھی آواز کے کسی ٹکڑے کو استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ برطانوی نشریات کی آرکائیوز بھی یہ بتانے سے قاصر ہے کہ پہلا انٹرویو کب، کس کا اور کس موضوع پر نشر کیا گیا۔"(۲)

ریڈیو نشریات کے آغاز میں انٹرویو کو اہمیت نہیں دی گئی تھی۔ اس زمانے میں ریڈیو نشریات کے معنی صرف کسی کی ذات کا تعارف پیش کرنے تک تھا۔ پہلی بار عام آدمی کی آوازوں کو سماجی دستاویزی پروگرام میں شامل کیا گیا۔ یہ گفتگو مصاحبہ کے ذریعے نشر کی گئی۔ ڈاکٹر شکیل اختر نے اپنی تصنیف "روبرو" میں لکھا ہے کہ ریڈیو پروگرام (They did it) کے پروڈیوسر Olive Shapley نے (Holidays in Black pool) نامی پروگرام کی تیاری کے وقت تحریری انٹرویو کو ریکارڈ کیا۔ برطانوی لائبریری کے نیشنل ساؤنڈ آرکائیوز میں ۱۹۳۷ء کی ایک ریکارڈنگ موجود ہے۔ یہ ریڈیو کی سب سے پرانی ریکارڈنگ مانی جاتی ہے۔

انٹرویو کا دامن بہت وسیع ہے۔ اس پروگرام کے تحت نہ صرف مشاہیر بلکہ مختلف ملکی، سماجی اور سیاسی مسائل پر اہل بصیرت کے ساتھ بات چیت بھی نشر کی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ برطانیہ، جرمنی، امریکہ، ایران، مصر اور ترکی ریڈیو کی اُردو سروس کی نشریات کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

برصغیر پاک و ہند میں مصاحبہ نگاری کا کافی رجحان پھیلا۔ بھارت میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی (مشاہیر ادب سے مصاحبہ)، پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین (ملاقاتیں)، محمد شکیل اختر (روبرو)، ستہ پرکاش شوق (باتیں فراق سے)، محمد خالد عابدی (اردو مراسلاتی انٹرویو)، جاوید یزدانی (مکالمات)، معصوم مراد آبادی (بالمشافہ)، فرزانہ اعجاز (روشن چہرے)، نریش کمار شاد (الہامی انٹرویو)، ایم اے سلام ظہیر آبادی (چہرے آوازوں کے)، رحیل صدیقی (شمس الرحمان فاروقی محوِ گفتگو)، منیر احمد منیر (جو میں نے دیکھا) اور ڈاکٹر حمیرا جلیلی (گفتگو) نے مصاحبات پر اپنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔

پاکستان میں اُردو ادب میں جن قلم کاروں نے مصاحبہ کو رواج دیا ان میں طاہر مسعود، آصف فرخی، الطاف احمد قریشی، الطاف حسن قریشی، عارفہ صبح خان، رفیق ڈوگر، ڈاکٹر راشد حمید، عامر بن علی، حسن عباسی، لبنیٰ صفدر، جاوید چوہدری، تنویر ظہور، تنزیلہ عروج، ڈاکٹر خاور جمیل، ڈاکٹر نسیم فاطمہ، سراج احمد تنولی، مظہر جمیل، ابن عاصی، شفیع عقیل، عاصم بٹ، حسن رضوی اور عمران نقوی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اب ہم چند قابلِ ذکر تصانیف کا جائزہ لیتے ہیں۔

### ا۔"یہ صورت گر کچھ خوابوں کے"(طاہر مسعود)

'یہ صورت گر کچھ خوابوں کے' (جلد اول) کی پہلی اشاعت ۱۹۸۵ میں ہوئی جبکہ پانچویں اشاعت ۲۰۱۷ میں ہوئی۔ دریں اثنا اس کا ہندوستانی ایڈیشن ۱۹۹۲ میں شائع ہوا۔ زیرِ نظر اشاعت پنجم ہے جو کہ ۵۰۰ کی تعداد میں ہما پبلشنگ ہاؤس، کراچی نے شائع کی۔ جبکہ "یہ صورت گر کچھ خوابوں کے" (حصّہ دوم) مکتبہ جامع لمیٹڈ، نئی دہلی، انڈیا سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس اشاعت میں جناب طاہر مسعود کا دیباچہ 'اشاعت پنجم' کے عنوان سے اور پیش لفظ کے ساتھ جناب ابن الحسن کا ۱۹۸۴ میں لکھا گیا دیباچہ بھی شامل ہیں۔

'یہ صورت گر کچھ خوابوں کے' (جلد اول، اشاعت پنجم) میں مجنوں گورکھ پوری، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری، پروفیسر احمد علی، فیض احمد فیض، آل احمد سرور، عصمت چغتائی،، غلام عباس، قیوم نظر، ادا جعفری، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، شوکت صدیقی، سلیم احمد، سلمٰی صدیقی، اشفاق احمد، انتظار حسین، بانو قدسیہ، نصر اللہ خاں، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، منیر نیازی، جمیل الدین عالی، ابن الحسن، ڈاکٹر جمیل جالبی، مظفر علی سید، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، شہزاد احمد، ساقی فاروقی، محمد خالد اختر، کرنل محمد خان، قمر جمیل، مشفق خواجہ، جمیلہ ہاشمی، خالدہ حسین اور سراج منیر کے مصاحبات کے ساتھ ان مصاحبات سے متعلق علی سردار جعفری، میجر آفتاب حسن، نصر اللہ خاں، عالی جی (جمیل الدین عالی)، محمد طفیل (محمد نقوش)، اور نسیمہ بنتِ سراج کے مکاتیب بھی شامل ہیں۔ اس ایڈیشن میں اضافی طور پر ادبا، شعرا و محققین کے نئے تعارفی خاکے، وضاحتی حاشیے، تصاویر اور انٹرویو کی اہم ترین بات کی سرخی شامل ہیں۔ یہ کتاب ۶۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

طاہر مسعود نے مصاحبات میں قومی و ادبی مسائل کی شناخت کے ساتھ ساتھ نامور ادبا کی شخصیت اور فن کو سراہا ہے۔ طاہر مسعود کے مصاحبات متنوع موضوعات کے حامل ہیں۔ انہوں نے عصری و ادبی مسائل کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ ان انٹرویوز میں ادبا کی شخصیت اور فن کے متعلق مختلف زاویوں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بزرگ ادیبوں سے ان کے عہد کے حوالے کے بارے میں ایسی باتیں ان کے منہ سے کہلوائی گئی ہیں جو ادبی تاریخ کا حصہ ہیں۔ طاہر مسعود کے مصاحبات سے جہاں بیش بہا معلومات فراہم ہوتی ہیں تو وہیں قومی مسائل سے ادیبوں کے متعلق، ادیبوں کے روزگار کا مسئلہ، ادب کے غیر موثر ہونے کے اسباب، ترقی پسند تحریک، رائٹرز گلڈ کا قضیہ، اکیڈمی آف لیٹرز جیسے مسائل پر سیر حاصل بحثیں بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر طاہر مسعود اپنے کیے گئے ان مصاحبات کی خاص خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ان انٹرویو میں تین قسم کے موضوعات مشترک ہیں۔ ایک تو نامور ادیبوں سے ان کی شخصیت اور فن کے متعلق مختلف زاویوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، دوسرے ادب اور عصری مسائل کے حوالے سے نئی بحثیں چھیڑی گئی ہیں، تیسرے ادبی تحریکات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔"(۳)

'یہ صورت گر کچھ خوابوں کے' کے ہندستانی ایڈیشن میں ۱۷ انہی ادیبوں کے انٹرویوز شامل ہیں جو حصہ اول میں شامل ہیں۔ ۱۹۹۲ میں شائع ہونے والے اس ایڈیشن کو نئی آواز، جامعہ نگر نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔

### ۲۔"حرف من و تو"(آصف فرخی)

"حرفِ من و تو" مصاحبات کا مجموعہ ہے۔ جس میں آصف فرخی نے عصرِ حاضر کے 14 نمایاں ادبا کے مصاحبات کو شامل کیا ہے جو انہوں نے مختلف اوقات میں ان سے کیے۔ پاک و ہند کے ان ادبا میں غلام عباس، سلیم احمد، انتظار حسین، فیض احمد فیض، کشور ناہید، اختر حسین رائے پوری، ممتاز مفتی، جیلانی بانو، مظفر علی سید، محمد عمر میمن، گوپی چند نارنگ، شمیم حنفی، شمس الرحمٰن فاروقی اور امرتا پریتم شامل ہیں۔ "حرف من و تو" سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

آصف فرخی خود بھی ایک افسانہ نگار، نقاد، شاعر اور مترجم تھے۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں آتش فشاں پر کھلے گلاب"، "اِسم اعظم کی تلاش"، "چیزیں اور لوگ"، "شہربتی"، "شہر ماجرا"، "میں شاخ سے کیوں ٹوٹا"، "اِیک آدمی کی کمی اور "میرے دِن گذر رہے ہیں" شامل ہیں۔ "عالم ایجاد" اور "نگاہ آئینہ ساز میں" ان کی تنقیدی مضامین کی کتب ہیں۔ اُنھوں نے آئن رینڈ، ہرمن ہیسے، گریش کرناڈ، ستیہ جیت رائے، اگنارزیو سلونے، ساتو کی زاکی، ارنستو سباتو، عمر ریوابیلا، نجیب محفوظ، ارون دھتی رائے، رفیق شامی اور کئی مصنفین کے انگریزی متون ترجمہ کر کے اُردو میں منتقل کیے۔ خود بھی انگریزی میں مسلسل لکھا ہے۔ موضوعاتی انتخاب میں ممتاز شیریں کے تنقیدی مضامین "منٹو نوری نہ ناری" فسادات کے افسانوں پر مشتمل کتاب "ظلمتِ نیم روز" اور "منٹو کا آدمی نامہ" ان کے قابل رشک ادبی کارنامے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ "دنیازاد" کے ایڈیٹر تھے۔

"حرف من و تو" میں شامل مصاحبات اور اصحاب اپنے اپنے میدان کے نمایاں کھلاڑی ہیں۔ افسانہ نگار، ناول نگار، شاعر، مترجم، نقاد اور محقق ہیں۔ ان مصاحبات میں کئی اخلاقی و ادبی افکار پوشیدہ ہیں۔ وہ کون سے افکار ہیں ان کو اخذ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ افکار ایک ادیب نے دوسرے ادبا سے براہِ راست حاصل کیے اور مصاحبہ کی صورت میں ان کو رقم کیا۔ آصف فرخی ان مصاحبات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ادبی انٹرویوز کا یہ سلسلہ۔۔۔لے کر ۱۹۸۹ء تک ان اہم اور پسندیدہ ادیبوں سے ملاقاتوں پر مبنی ہے جن سے باضابطہ طور پر ادب و فن کے حوالے سے سوال کرنے کا موقع ملا۔"(۴)

**۳۔ "ادبی مکالمے" الطاف احمد قریشی**

الطاف احمد قریشی کی "ادبی مکالمے" ۱۹۸۶ میں مکتبہ عالیہ لاہور نے شائع کی۔ ۲۴۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں صرف سات مصاحبات شامل ہیں۔ جن میں محمد صفدر میر، احمد ندیم قاسمی، سید سبطِ حسن، انتظار حسین، افتخار جالب، انور سجاد اور زاہد ڈار کے مصاحبات شامل ہیں۔ ادب کیا ہے؟ ادب کے مقاصد کیا ہیں؟ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لیے انہوں نے ان شخصیات کو منتخب کیا۔ اس سلسلے میں الطاف احمد قریشی لکھتے ہیں:

> "دو تین سال قبل مجھے خیال آیا کہ وہ تمام سوالات جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے، ادب کی مختلف تحریکوں میں شامل نمائندہ ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں سے کیے جائیں اور ان کے ساتھ ہونے والی گفتگو ادب کے قارئین تک پہنچائی جائے۔۔۔فیصلہ یہ کیا کہ ادب کی ترقی پسند تحریک سے منسلک نمائندہ ادیبوں اور شاعروں، ترقی پسند تحریک کے مخالف نمائندہ دانشوروں اور جدیدیت کی تحریک کے نمائندہ تخلیق کاروں سے انٹرویوز کیے جائیں۔"(۵)

**۴۔ "ملاقاتیں کیا کیا" (الطاف حسن قریشی)**

الطاف حسن قریشی کے کیے گئے مصاحبات کو ان کے فرزند ایقان حسن قریشی نے "ملاقاتیں کیا کیا" کے عنوان سے طبع کروایا ہے۔ تاحال اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تیسری اشاعت جون ۲۰۱۷ میں ہوئی، جسے جمہوری پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیا۔ یہ ایڈیشن ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس اشاعت میں 'دیباچہ طبع دوم' اور 'سپاس ناتمام' کے عنوان سے الطاف حسن قریشی، 'الطاف حسن قریشی کی صحافت' از ڈاکٹر سید جعفر احمد، 'تاریخ سے ملاقات۔ بہ اندازِ دگر' از سجاد میر اور 'ہمارے الطاف صاحب' از پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر کے مضامین اور الطاف حسن قریشی کی کچھ شاعری بھی شامل ہے۔ بیک ٹائٹل پر فرخ سہیل گوئندی کی تقریظ بھی موجود ہے۔

'ملاقاتیں کیا کیا' اس سے قبل 'ملاقاتیں' کے عنوان سے اکتوبر ۱۹۶۳ میں اردو ڈائجسٹ پبلیکیشنز لاہور سے ۵۰۰۰ کی تعداد میں شائع ہوئی۔ جس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، اے کے بروہی، میاں بشیر احمد، مولوی تمیز الدین خاں، پروفیسر حمید احمد خاں، ، ڈاکٹر مس خدیجہ فیروزالدین ، جسٹس ایس اے رحمان، مولانا صلاح الدین احمد، ، ڈاکٹر سید عبداللہ، ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بارکر، غلام رسول مہر، جسٹس ایم آر کیانی، جسٹس محمد شریف، چودھری محمد علی، چوہدری نذیر احمد خاں اور حکیم نیر واسطی کے انٹرویوز شامل ہیں۔ یہ کتاب ۳۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں 'پہلی کرن' کے عنوان سے الطاف حسن قریشی کا دیباچہ اور 'ملاقاتی خاکے' کے عنوان سے وقار عظیم کا تبصرہ شامل ہے۔

'ملاقاتیں کیا کیا' میں بیس شخصیات کے مصاحبات شامل ہیں۔ ان میں جسٹس ایس اے رحمان، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ذوالفقار علی بھٹو، شیخ مجیب الرحمٰن، جنرل محمد ضیاء الحق، شاہ فیصل، سلیمان ڈیمرل، خان قلات احمد یار خان بلوچ، جسٹس اے آر کار نیلیس، ڈاکٹر سید عبداللہ، اے کے بروہی، غلام رسول مہر، ڈاکٹر مس خدیجہ فیروزالدین، مولوی تمیز الدین خاں، پروفیسر حمید احمد خاں، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بارکر، چودھری محمد علی، حکیم محمد سعید دہلوی، جسٹس حمود الرحمٰن، ایس ایم ظفر، مولانا ظفر احمد انصاری، قدرت اللہ شہاب، ایئر مارشل اصغر خاں شامل ہیں۔ ان شخصیات کے ناموں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تاریخ سازی میں مصاحبہ نگاری کا کردار کتنا اہم ہے۔ ان مصاحبات کے متعلق وقار عظیم لکھتے ہیں:

> "ان خاکوں کی خصوصیت اور اہمیت یہ ہے کہ یہ ہمیں اپنے دور کی بہت سی نمایاں شخصیتوں سے روشناس کراتے ہیں۔ انہیں پڑھ کر زندگی کے بعض پیچیدہ اور اہم مسائل کے متعلق اُن کا نقطۂ نظر ہمارے سامنے آتا ہے اور اِس نقطۂ نظر کی روشنی میں زندگی کی بہت سی گھتیاں خود بخود سُلجھ جاتی ہیں۔۔۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ آگے بڑھے گا، اِن کی اہمیت میں اضافہ ہوگا کہ یہ سب خاکے ایسی شخصیتوں کے تجربات، احساسات کا مجموعہ ہیں جو صاحبِ نظر بھی ہیں اور صاحبِ بصیرت بھی اور اُنہوں نے ماضی اور حال کی شمعوں کی روشنی میں مستقبل کی وہ تصویر دیکھی ہے جو ہر آنکھ کو نظر نہیں آتی۔"(۶)

### ۵۔ "ادبی ستارے" (عارفہ صبح خاں)

ڈاکٹر عارفہ صبح خاں ایک شاعرہ، ادیبہ، صحافی، اینکر اور کالم نویس ہیں۔ عارفہ صبح خان کی تصنیف "ادبی ستارے" مکتبہ اردو ادب لاہور سے جولائی ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ۲۴ انٹرویو شامل ہیں۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جولائی ۲۰۱۳ میں مکتبہ اردو ادب لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کے آغاز میں عارفہ صبح خان کا دیباچہ شامل ہے۔

'ادبی ستارے' میں نابغہ روزگار علمی و ادبی شخصیات کے مصاحبات شامل ہیں۔ جن میں ڈاکٹر جمیل جالبی، احمد ندیم قاسمی، کرنل محمد خاں، شفیق الرحمٰن، اشفاق احمد، انتظار حسین، مجید نظامی، منیر نیازی، احمد فراز، ڈاکٹر جاوید اقبال، ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر سلیم اختر، عبداللہ حسین، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر شارب ردولوی، ڈاکٹر انور سدید، شہزاد احمد، ڈاکٹر انیس ناگی، حنیف رامے، مشکور حسین یاد، افتخار عارف، اسد رضوی، ڈاکٹر ناصر عباس جیسے محقق، نقاد، افسانہ نگار، مزاح نگار، ناول نگار اور شاعر شامل ہیں۔

### ۶۔ "ادبی ملاقاتیں" (محمد رفیق ڈوگر)

ادب میں مصاحبہ کی صنف کو رواج دینے میں محمد رفیق ڈوگر کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ آپ نے اپنے مصاحبات میں سیاسی، عصری اور ادبی مسائل کو ملحوظ خاطر رکھا۔ محمد رفیق ڈوگر نے ادبی اور غیر ادبی مصاحبات کیے اور ان مصاحبات میں اپنی ذاتی رائے کا اظہار بھی کیا۔ محمد رفیق ڈوگر کی دو

کتابیں ''ادبی ملاقاتیں'' اور ''سیاسی ملاقاتیں'' منظر عام پر آچکی ہیں۔ جس میں سیاسی اور علمی و ادبی شخصیات کے مصاحبات شامل ہیں۔ ''ادبی ملاقاتیں'' ۱۹۹۲ میں سنگ میل پبلی کیشنز نے شائع کی۔

**۷۔ ''مکالمہ نما'' (راشد حمید)**

ڈاکٹر راشد حمید روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد کے ادبی صفحے کے لیے جو انٹرویوز کرتے رہے ان کو انہوں نے 'مکالمہ نما' میں یکجا کر دیا۔ یہ انٹرویوز پر مشتمل ان کی پہلی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں چھپن (۵۶) مصاحبات شامل ہیں۔ یہ مصاحبات ۱۹۹۵ سے ۱۹۹۸ کے دوران لیے گئے ہیں۔ فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ۱۹۹۹ میں ۵۰۰ کی تعداد میں شائع ہوئی۔ فہرست میں مصاحب، مقام مصاحبہ، تاریخ مصاحبہ اور سن کی ترتیب سے تمام انٹرویوز شامل ہیں۔ یہ کتاب ۳۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

'مکالمہ نما' میں افتخار عارف، شمع خالد، شبنم شکیل، ظہیر حیدر زیدی، عزیز ملک، خاقان خاور، رشید نثار، ضمیر جعفری، عدیم ہاشمی، عذرا اصغر، عزیز میاں، احمد فراز، نسیم سحر، رشید امجد، اعجاز راہی، جلیل عالی، انعام الحق جاوید، یوسف حسن، منشا یاد، اقبال آفاقی، احمد ظفر، انور مسعود، سرفراز شاہد، احمد جاوید، نثار ناسک، رشید نیاز، بشیر حسین ناظم، زہیر کنجاہی، شمیم محمود زیدی، قرۃ العین طاہرہ، احسان اکبر، اکبر حمیدی، حسین شاہد، گل حمید بیگن، عبد العزیز ساحر، ماجد صدیقی، نور جہاں نوری، نثار نازش، ثریا شہاب، سلطان رشک، فضل الٰہی بہار، شہزاد احمد، بشیر سیفی، نذر صابری، کرامت بخاری، فتح محمد ملک، شاکر القادری، خاور اعجاز، مقصود جعفری، مبارک شاہ، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر نوازش علی، قیوم طاہر، حمید شاہد، محمد اقبال نجمی اور سجاد مرزا کے مصاحبات شامل ہیں۔ راشد حمید ان مصاحبات کے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''میں نے شعوری طور پر ادیبوں اور شاعروں سے کچھ اس نوعیت کے سوال کیے ہیں جو فکری سطح پر ہمارے ادب کو در پیش مسائل کا پتا دیتے ہیں۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است کے مصداق ہر ادیب اور شاعر نے اپنے فکری رویے کا اظہار کیا ہے۔۔۔ اس رویے کو میں نے اپنے مکالموں میں تسلسل کے ساتھ برتا ہے تاکہ فکری بو قلمونی میں وحدت کی تلاش ممکن ہو سکے۔ میں اس عمل کی جلوہ نمائی میں کہاں تک کامیاب رہا اس کا فیصلہ آپ کے پاس ہے۔ میں نے اس سلسلے میں تو کچھ نہیں کہنا، ہاں! یہ ضرور ہے کہ مکالمے کو مکالمہ نما بنانے کے لیے جو لوازمات شعوری طور پر برتے گئے ہیں شاید یہ دیگر مکالمہ نگاروں سے بچ کر چلنے یا چل کر بچنے یا انفرادیت قائم رکھنے کا باعث ہوں۔'' (۷)

راشد حمید 'مکالمہ نما' میں مکالمات (مصاحبات) میں سوالات کو باقاعدہ کسی مقصد کو سامنے رکھ کر ترتیب دیتے ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر راولپنڈی، اسلام آباد میں مقیم ادبا کے مصاحبات کیے ہیں۔ انہوں نے شعرا و ادبا کی شخصیت اور ذاتی حیثیت کے بجائے ان کے افکار اور علمی و تخلیقی رویے کو موضوع بحث بنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''میرے سوال مختصر اور واضح ہوتے ہیں۔ میں انہیں مبہم کرتا ہی نہیں۔ کیوں کہ مجھے اپنی پیش نظر شخصیت کے باطن میں جھانکنے کا شوق ہے۔ میں باطن کی دنیا میں اتر کر، فکر کے کلیدی نکتے ڈھونڈنے کا جتن کرتا ہوں۔ میں گفتگو میں بے رحمی کو در نہیں آنے دیتا۔'' (۸)

مکالمہ نما پر صدر نشین مقتدرہ قومی زبان افتخار عارف کی تقریظ اور جناب فتح محمد ملک کا تکنیکی تبصرہ بھی موجود ہے۔ جس میں انہوں نے راشد حمید کے کیے گئے انٹرویوز کو ادبی تجسس، علمی دیانت اور تعمیری نکتہ نظر قرار دیا ہے۔

**۸۔ ’’گفتگو نما‘‘(ڈاکٹر راشد حمید)**

ڈاکٹر راشد حمید کی ’’گفتگو نما‘‘ میں چوّن مصاحبات شامل ہیں۔ان مصاحبات کا زمانہ ۱۹۹۹ تا ۲۰۰۸ ہے اور یہ روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد کی ادبی اشاعتوں میں شائع ہوئے۔یہ مصاحبات بے ساختہ ہیں اور ان کی زمانی ترتیب وہی ہے جب یہ منعقد کیے گئے۔یہ کتاب پورب اکادمی اسلام آباد کے زیر اہتمام جون ۲۰۱۱ میں طبع اول منظر عام پر آئی۔یہ کتاب ۴۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ان مصاحبات کی خصوصیت یہ ہے کہ مصاحبہ کار خود بھی اردو زبان کے محقق ہیں اور ادارہ فروغ قومی زبان میں اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

گفتگو نما میں شامل یہ مصاحبات صحافیانہ ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی تحقیق کا موضوع بھی سموئے ہوئے ہیں۔ ان مصاحبات میں اردو تحقیق، لسانیات، ترجمہ نگاری، اردو قواعد، لغت سازی، تنقید، انشائیہ، اقبالیات، طنز و مزاح، غزل، انشائیہ اور سفر نامہ کے بنیادی مسائل و مباحث شامل ہیں۔’گفتگو نما‘میں ڈاکٹر آفتاب احمد خاں، حمید قیصر، ڈاکٹر عطش درانی، اختر عالم صدیقی، جمیل یوسف، اجمل وجیہہ، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، پروفیسر جمیل آذر، محمد اظہار الحق، ڈاکٹر محمد ایوب شاہد، سرور انبالوی، داؤد طاہر، پروفیسر سجاد احمد شیخ،اعتزاز احسن، پروفیسر طٰہٰ خان، ظفر اکبر آبادی، سلطان صبر وانی،ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر منیر احمد سلیچ،ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، نجمی صدیقی، پرتو رہیلہ، پروفیسر محمد خلیل، جمیل ملک، ڈاکٹر گوہر نوشاہی، راحت سعید،ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، گلنار آفریں، حکیم محمود احمد سرو سہارنپوری، علی محمد فرشی، پروین فنا سید، اختر ہوشیار پوری، افتخار عارف، ڈاکٹر طیب منیر، احمد فراز، وقار بن الٰہی، ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، ڈاکٹر صدیق جاوید، ڈاکٹر ضیا الحسن، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر سید الطاف حسین، ڈاکٹر ایوب صابر، ڈاکٹر توصیف تبسم، ڈاکٹر جمیل جالبی، پروفیسر فتح محمد ملک، جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کے دو، پروفیسر محسن احسان، اجمل خٹک، ڈاکٹر وزیر آغا، یاسمین حمید، فہمیدہ ریاض اور آفتاب اقبال شمیم کے مصاحبات شامل ہیں۔ڈاکٹر راشد حمید لکھتے ہیں:

> ’’گفتگو نما‘ پیش خدمت ہے جس میں روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد کے ادبی ایڈیشن میں شائع ہونے والے ۵۴ مکالمے شامل ہیں۔شاعروں، افسانہ نگروں، محققین، تنقید نگاروں اور دانش وروں کے ساتھ مختلف علمی، ادبی اور معاصر مسائل، کے حوالے سے گفتگو کبھی سر سری اور کبھی گہری ہوتی رہی مگر سنجیدگی اور متانت کا دامن میں نے نہ چھوڑا نہ اہل قلم نے۔‘‘ (۹)

**۹۔ ’’روبرو‘‘(عامر بن علی، حسن عباس اور لبنیٰ صفدر)**

ماہ نامہ ارژنگ میں شائع ہونے والے مصاحبات کو عامر بن علی، حسن عباس اور لبنیٰ صفدر نے مرتب کر کے ’’روبرو‘‘ کے نام سے جون ۲۰۱۹ میں نستعلیق مطبوعات سے طبع کروایا۔یہ ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے یعنی تینوں مرتبین کے منعقدہ مصاحبات کی ترتیب سے الگ الگ شامل کیا گیا ہے۔اس میں ستاون مصاحبات شامل ہیں۔ ان مصاحبات میں ناول نگار، افسانہ نگار، بچوں کے ادیب، شاعر اور فنون لطیفہ سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین شامل ہیں۔اس میں کوئی پیش لفظ، تقریظ یا دیباچہ شامل نہیں ہے۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔پہلے حصہ میں عامر بن علی کے ماہنامہ ارژنگ کے لیے منعقدہ مصاحبات شامل ہیں۔ان میں اشفاق احمد، انور مسعود، امجد اسلام امجد، اسلم کولسری، اقبال راہی، اختر شمار، امجد اقبال امجد، ڈاکٹر حنان عواد، خالد شریف، دالیا سٹاپا نکوٹی، شہزاد احمد، شہرت بخاری، ڈاکٹر شہناز مزمل، طاہر نسیم، عطاالحق قاسمی، ڈاکٹر علی محمد خاں، عباس تابش، کیپٹن عطا محمد خاں، غلام حسین ساجد، فرحت پروین، گل نوخیز

اختر، منیر نیازی، منو بھائی، مشکور حسین یاد، مشتاق احمد یوسفی، ڈاکٹر محسن مگھیانہ، نیلما ناہید درانی، ناز بٹ، وصی شاہ اور یاسر پیرزادہ کے انٹرویوز شامل ہیں۔

دوسرے حصے میں وہ انٹرویوز شامل ہیں جو حسن عباسی نے ماہنامہ ارژنگ کے لیے لیے۔ ان میں احمد عدنان طارق، ڈاکٹر جعفر حسن مبارک، رفعت عباس، سلیم شہزاد، ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ڈار، ظفر اسلام، عاشق رحیل، ڈاکٹر کوثر محمود، لبنیٰ صفدر، محمد سعید اللہ صدیق، منصور آفاق، محمد عاصم بٹ، ڈاکٹر ناصر عباس نیر اور نذیر قیصر شامل ہیں۔

تیسرے حصے میں لبنیٰ صفدر نے جو انٹرویوز ماہنامہ ارژنگ کے لیے لیے وہ شامل ہیں۔ ان میں ڈاکٹر اجمل نیازی، ڈاکٹر امجد پرویز، بشریٰ رحمٰن، بشریٰ اعجاز، سعید آسی، سیما غزل، صہیب مرغوب، ظہور الاسلام جاوید، نصیر احمد ناصر، نیلم احمد بشیر، ڈاکٹر نجمہ شاہین کھوسہ اور یاسمین حمید شامل ہیں۔

**۱۰۔ ''گئے دنوں کے سورج'' (جاوید چوہدری)**

جاوید چوہدری کی چند انٹرویوز اور چند مضامین پر شامل کتاب ''گئے دنوں کے سورج'' رومیل پبلی کیشنز راولپنڈی نے شائع کی ہے۔ اس میں نو سیاسی و ادبی مصاحبات شامل ہیں۔ ان میں الطاف گوہر، ممتاز مفتی، عطاالحق قاسمی، بیگم شفیقہ ضیاالحق، ایئر مارشل ذوالفقار علی خان، شمیم قریشی، پروفیسر عبدالعزیز، امیر گلستان جنجوعہ، ڈاکٹر اقبال واہلہ شامل ہیں۔

''گئے دنوں کے سورج'' میں مصاحبات کے علاوہ ۹ مضامین بھی شامل ہیں۔ ان میں سے مصاحبات ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہیں اور ۱۰۸ صفحات پر مضامین ہیں۔

**۱۱۔ ''دلچسپ ملاقاتیں'' (تنویر ظہور)**

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اپنے کیے گئے انٹرویوز کو تنویر ظہور نے ''دلچسپ ملاقاتیں'' میں جمع کیا ہے۔ یہ کتاب الحمد پبلیکیشنز لاہور نے اگست ۱۹۹۲ میں شائع کی۔ یہ پہلا ایڈیشن ہے اور ۳۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں شعرا و ادبا اور محققین کے ۴۵ مصاحبات شامل ہیں۔

'دلچسپ ملاقاتیں' میں احمد ندیم قاسمی، سیف الدین سیف، منیر نیازی، قتیل شفائی، حبیب جالب، شفیق الرحمان، ڈاکٹر وزیر آغا، سید ضمیر جعفری، پرتو روہیلہ، شہزاد احمد، استاد دامن، پروفیسر شہرت بخاری، ڈاکٹر سلیم اختر، مشکور حسین یاد، جمیلہ ہاشمی، اختر حسین جعفری، عطا الحق قاسمی، افتخار عارف، محسن نقوی، ڈاکٹر محمد اجمل نیازی، فخر زمان، مستنصر حسین تارڑ، شبنم شکیل، ڈاکٹر طاہر تونسوی، قائم نقوی، اسلم کمال، قاضی جاوید، کرنل غلام سرور، سائرہ ہاشمی، شہزاد قیصر، عذرا اصغر، نسرین انجم بھٹی، پروفیسر محمد شریف بقا، اے جی جوش، شائستہ حبیب، محمد سعید شیخ، عظمیٰ گیلانی، یاسمین حمید، فرحت شاہ، سعد اللہ شاہ، نوشی گیلانی، سید اظہر حسن ندیم، شوکت ہاشمی، ڈاکٹر سعید اقبال سعدی، پرویز ہاشمی کے مصاحبات شامل ہیں۔

'دلچسپ ملاقاتیں' کے مصاحبات میں سوانحی عنصر غالب ہے۔ 'باتیں چند' کے عنوان سے تنویر ظہور پیش لفظ میں ان مصاحبات کی غرض و غایت اور تکنیک پر لکھتے ہیں:

> ''عام طور پر جب کسی ادیب سے گفتگو کی جاتی ہے تو صرف ادب کے حوالے سے بات چیت ہوتی ہے، میں نے اس ضمن میں یہ جدت کی کہ ان سے شخصی نوعیت کے سوالات بھی کیے جس کے نتیجے میں قارئین یہ جان سکتے ہیں کہ اتنا بڑا ادیب، شاعر یا دانشور کون سی سبزی پسند کرتا ہے، کس مشروب کا دلدادہ ہے یا لباس میں کسے ترجیح دیتا ہے، چنانچہ اس نقطہ نظر

سے ادیبوں کے یہ انٹرویوز خصوصی توجہ کے مرکز بنے رہے۔ اب تک ایسے سوالات ایکٹرسوں اور کرکٹرز سے پوچھے جاتے تھے مگر میں نے ادیبوں کو سٹار سمجھ کر گفتگو کی۔ ان کی ذاتی پسند ناپسند کے بارے میں ان سے گفتگو کی۔"(۱۰)

**۱۲۔ "بولتے اوراق" (ڈاکٹر تنزیلہ عروج)**

'بولتے اوراق' نصیر احمد ناصر کے ادبی مجلہ 'تسطیر' میں شائع ہونے والے انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ ان تمام انٹرویوز میں مصاحبہ نگار مختلف ہیں۔ ان انٹرویوز کو ڈاکٹر تنزیلہ عروج نے 'تسطیر' سے جمع کر کے کتابی شکل میں صریر پبلیکیشنز سے شائع کروایا ہے۔ ۳۶ مصاحبات پر مشتمل اس کتاب کے ۳۳۶ صفحات ہیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۲۰ میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر تنزیلہ عروج یونیورسٹی آف لورالائی بلوچستان میں اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

'بولتے اوراق' سات حصوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی تین حصوں کو سن وار ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلا حصہ 'تسطیر ۱۹۹۷ تا ۲۰۰۳' ہے جس میں سات مصاحبات شامل ہیں، اس حصے کے مصاحبہ نگاروں میں قرۃ العین طاہرہ، طاہرہ غوری اور دانش محمود شامل ہیں۔ دوسرا حصہ 'تسطیر ۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲' ہے جس میں صرف ایک مصاحبہ (مستنصر حسین تارڑ) شامل ہے، اس حصے کے مصاحبہ نگار عارف وقار ہیں۔ تیسرا حصہ 'تسطیر ۲۰۱۷ تا ۲۰۱۹' ہے جس میں ۱۰ مصاحبات شامل ہیں، اس حصے کے مصاحبہ نگار صابر، عمر فرحت، محمد نعیم الرحمٰن اور مہک تنویر ہیں۔ چوتھا حصہ 'ادیبوں کا بچپن' سوانحی ہے جس میں ۱۵ مصاحبات شامل ہیں، یہ تمام مصاحبات ڈاکٹر عظمیٰ سلیم نے کیے ہیں۔ پانچویں حصے 'لمس رفتہ' میں مستنصر حسین تارڑ کا کیا گیا صرف ایک مصاحبہ ہے جو اپنی نوعیت کا منفرد مصاحبہ ہے یعنی 'عبد اللہ حسین سے بعد از مرگ گفتگو'۔ چھٹے حصہ میں نصیر احمد ناصر کا کیا گیا صرف ایک مصاحبہ شامل ہے جو انفرادیت کا حامل ہے، یعنی 'عکسی مفتی کی "پاکستانی ثقافت" سے استغراقی مکالمہ۔ ساتویں حصہ جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے، اس کا عنوان ہے وٹس ایپ مکالمہ اور یہ مکالمہ ڈاکٹر غافر شہزاد کے ساتھ ہے جس میں مصاحبہ نگار آسیہ تنویر ہیں۔ 'بولتے اوراق' کے ٹائٹل پر ان مصاحبات کو 'مکالمے، مصاحبے، مخاطبے، ملاقاتیں' کا ذیلی عنوان دیا گیا ہے۔

'بولتے اوراق' کے پیش لفظ میں انٹرویو، اس کی افادیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر تنزیلہ عروج لکھتی ہیں:

> "انٹرویو ایک ایسا آئینہ ہے جس کے ذریعے آپ کسی شخصیت کے افکار و خیالات کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں اور اس کی زندگی کی واضح اور مستند معلومات سامنے آجاتی ہیں۔ اخبارات و رسائل میں تو انٹرویوز کا چلن بہت عام ہے لیکن اب اردو ادب میں بھی اس صنف کو بڑی اہمیت ملی ہے اور ماضی کے مقابلے میں اس کا رجحان کافی بڑھ گیا ہے۔ اردو کے ادبی رسائل و جرائد میں اکثر و بیشتر کسی ادیب، شاعر، صحافی یا دانشور کے انٹرویو پڑھنے کو مل جاتے ہیں جن سے ان کی شخصیت، خدمات اور فن کے تئیں خود سپردگی کی مختلف جہتیں نظر آتی ہیں۔"(۱۱)

**۱۳۔ مصاحبات ڈاکٹر جمیل جالبی (ڈاکٹر خاور جمیل، ڈاکٹر نسیم فاطمہ)**

۲۰۲۰ میں ڈاکٹر جمیل جالبی ریسرچ لائبریری کے زیر اہتمام ۳۷ اردو اور ۳ انگریزی مصاحبات پر مشتمل 'مصاحبات جمیل جالبی' کی پہلی جلد منظرِ عام پر آئی۔ ڈاکٹر خاور جمیل اور ڈاکٹر نسیم فاطمہ کی تحقیق و تدوین کے نتیجے میں یہ مصاحبات مرتب ہوئے۔ یہ مجموعہ ۳۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ مرتبین پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> "سوال و جواب کے ذریعے تحصیل علم کا طریقہ زمانہ قدیم سے رائج ہے، گو اس نے موجودہ زمانے میں ریڈیائی اور مواصلاتی شکل اختیار کر لی ہے، لیکن آج بھی تحقیق میں اسے بنیادی مآخذ کی صف میں شامل کیا جاتا ہے۔ مصاحبہ کے ذریعے وہ

معلومات براہِ راست حاصل ہو جاتی ہیں جو کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس کے ذریعے اندازِ فکر کے اساس اور جہات کا تعین ہو جاتا ہے۔ حالاتِ زندگی، پسند، عوامل، واقعات اور ان سے مرتب شدہ اثرات کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مختلف امور کے بارے میں بدلتے ہوئے رجحانات اور اندازِ فکر کی نشاندہی ہوتی ہے۔ بعض حقائق سے آگاہی ہوتی ہے۔"(۱۲)

**۱۴۔ "بات کر کے دیکھتے ہیں" (سراج احمد تنولی)**

روزنامہ سرگرم میں شائع ہونے والے انٹرویوز پر مشتمل سراج احمد تنولی کی کتاب "بات کر کے دیکھتے ہیں" پاکستان ادب پبلشر میانوالی نے شائع کی۔ اس میں ملک اور بیرون ملک رہائش پذیر دانشور ادبا، شعرا، مصنفین، مولفین اور ماہرین تعلیم کے تینتالیس انٹرویوز شامل ہیں۔ ۴۳۶ صفحات پر مشتمل یہ تصنیف اکتوبر ۲۰۱۹ میں ۳۰۰ کی تعداد میں شائع ہوئی۔ اس کا دیباچہ "بات کر کے دیکھتے ہیں' معاصر اہلِ ادب کا معتبر بیانیہ" ڈاکٹر اسحاق وردگ نے تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ادبی انٹرویو، ملاقات نگاری یا مصاحبہ نگاری اردو ادب اور ادبی صحافت کا نیا رجحان ہے۔ اس رجحان کی برکات سے قاری تخلیق کار کی ذات، نظریہ ادب، فکری رجحانات، روح عصر سے آگاہی اور ادبی تحریروں کے پس منظر اور پیش منظر میں جھانک سکتا ہے۔ مصاحبہ نگاری کو روشنی سمجھیے جس میں قاری ادب پارے کی گم شدہ کڑیاں تلاشتا ہوا ان استفسارات کی تشنگی دور کر سکتا ہے، جو ادب پارے کی قرات کے دوران اس کے ذہن میں پیدا ہوئے۔ ادبی مکالمہ تفہیم ادب کی دلآویز شکل ہے۔"(۱۳)

مزید یہ کہ اس میں سمیع اللہ خان نے 'سراج کا جنون'، احمد حسین مجاہد نے 'روشن چراغ'، جمیل احمد عدیل نے 'چند شبد سراج کے اعتراف میں'، سید رحمان شاہ نے 'بات کر کے دیکھتے ہیں اور سراج احمد تنولی' کے عنوان سے مضامین لکھے ہیں۔

'بات کر کے دیکھتے ہیں' میں اختر رضا سلیمی، اسد سلیم شیخ، احمد حسین مجاہد، اظہر فراغ، امین بھایانی، امان اللہ امان، پروفیسر کلیم احسان بٹ، ڈاکٹر محمد افضل حمید، جمیل احمد عدیل، حسین امجد، حمیرا جبین، خالق آرزو، ڈاکٹر قبلہ ایاز، ڈاکٹر محمد نواز کنول، ڈاکٹر محمد کلیم، ڈاکٹر اورنگ زیب نیازی، ڈاکٹر طارق ہاشمی، رضی الدین رضی، روبینہ ممتاز روبی، رستم نامی، رضوانہ ملک، سید ماجد شاہ، سید فہیم کاظمی، سرور غزالی، سیمیں کرن، شمائلہ حسین، شاہد جمیل احمد، شگفتہ شفیق، شاہین کاظمی، طارق محمود مرزا، فیاض احمد سواتی، لبنیٰ صفدر، محمد جاوید انور، محمود ظفر اقبال ہاشمی، محمد حمید شاہد، محمد حنیف، محمد اکرم جاذب، منزہ احتشام گوندل، محمد نعیم یاد، مرید باقر انصاری، ناصر ملک، واحد سراج اور یشب تمنا کے مصاحبات شامل ہیں۔

**۱۵۔ "گفتگو" (مظہر جمیل)**

۲۹۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ دانیال کراچی سے مارچ ۱۹۸۶ میں ۱۱۰۰ کی تعداد میں شائع ہوئی۔ یہ ۱۲ گروہی مصاحبات پر مشتمل ہے۔ ان تمام مصاحبات کے محرک و مصاحبہ نگار مظہر جمیل ہیں۔ ان مصاحبات کے خصوصی موضوعات ترقی پسند تحریک کے نظری مسائل، اثرات اور مخالفین کے اعتراضات ہیں۔ 'سرِ گفتگو' کے عنوان سے پیش لفظ میں مظہر جمیل بات کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زیرِ نظر کتاب دراصل ان مباحث پر مشتمل ہے، جن میں ترقی پسند ادبی تحریک کی کامیابیوں، ناکامیوں، دعوؤں اور اعتراضات کی روشنی میں اس تحریک کے اثرات اور مسائل کا جائزہ لیا گیا اور ان پر گفتگو کی گئی ہے۔"(۱۴)

'گفتگو' میں علی سردار جعفری (شرکا: محمد علی صدیقی، مسلم شمیم، پروفیسر حسن عابد، شاہد نقوی، مظہر جمیل)، سید سبطِ حسن (شرکا: مسلم شمیم، شاہد نقوی، مظہر جمیل)، مجروح سلطان پوری (شرکا: ہاجرہ مسرور، خالد علیگ، محمد علی صدیقی، محسن بھوپالی، مسلم شمیم، ڈاکٹر افتخار حسین، واحد بشیر، محمود شام، مظہر جمیل)، شوکت صدیقی (شرکا: محمد علی صدیقی، مسلم شمیم، راحت سعید، مظہر جمیل)، ڈاکٹر قمر رئیس (شرکا: محمد علی صدیقی، پروفیسر حسن عابد، پروفیسر عتیق احمد، مسلم شمیم، راحت سعید، اشفاق حسین، مظہر جمیل)، محمد علی صدیقی (شرکا: مسلم شمیم، مظہر جمیل)، سوبھو گیانچندانی (شرکا: مسلم شمیم، راحت سعید، مظہر جمیل)، میر عبداللہ جان جمالدینی، شفیع عقیل (شرکا: مسلم شمیم، مظہر جمیل)، سلیم راز (شرکا: ڈاکٹر مطیع اللہ شاد، طاہر آفریدی، سلطان جمیل نسیم، مسلم شمیم، مظہر جمیل) کے گروہی مصاحبات شامل ہیں۔

**۱۶۔ "مسائل ادب اور اہلِ نظر" (ابن عاصی)**

ابن عاصی کی "مسائل ادب اور اہلِ نظر" مثال پبلشرز فیصل آباد نے شائع کی۔ اس کتاب میں بائیس مصاحبات شامل ہیں۔ ۱۵۹ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۲ میں شائع ہوا۔ اس کی تقریظ ابن عظیم فاطمی اور غلام شبیر اسد نے تحریر کی ہے۔ ابن عظیم فاطمی نے 'مسائل ادب اور اہل نظر' کو صنعت توشیح چورُخی میں منظوم خراج تحسین بھی پیش کیا ہے۔

'مسائل ادب اور اہلِ نظر' میں ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر جگتار سنگھ، صاحبزادہ رفعت سلطان، ڈاکٹر ناصر عباس نیر (دو انٹرویوز)، حنیف باوا، مرزا معین تابش، ڈاکٹر محسن مگھیانہ (دو انٹرویوز)، ابن عظیم فاطمی، شفیع ہمدم، پروفیسر محمد ظریف خان، پروفیسر سلیم تقی شاہ، گستاخ بخاری، ڈاکٹر اسلم ضیا، غلام شبیر اسد، عامر عبداللہ، ابراہیم عدیل، پروفیسر علی نقی خان، ڈاکٹر لیاقت علی موثر، پروفیسر صفدر علی شاہ اور اشتیاق احمد کے مصاحبات شامل ہیں۔

**۱۷۔ "ادب اور ادبی مکالمے" (شفیع عقیل)**

شفیع عقیل کے مصاحبات کے مجموعے کا نام "ادب اور ادبی مکالمے" ہے۔ جو کراچی سے بازیافت اکادمی نے جون ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ یہ کتاب ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کے یہ انٹرویو شورش کاشمیری کے ہفتہ وار رسالے "چٹان" میں 'خدوخال' کے عنوان سے شائع ہوئے۔ شفیع عقیل دیباچے میں لکھتے ہیں:

> "انٹرویو کے اس سلسلے کا نام 'خدوخال' تھا اور یہ اس لیے تھا کہ میں صرف انٹرویو ہی نہیں کرتا تھا بلکہ اس کے ساتھ اس شخصیت کا مختصر سا تعارفی خاکہ بھی لکھتا تھا۔ یہ تعارفی حصے یا خاکے اب کتاب مرتب کرتے وقت میں نے نکال دیے ہیں۔۔۔ تاہم ہر انٹرویو کے شروع میں چند وضاحتی سطور تحریر کر دی ہیں تاکہ قاری کو پتا چل جائے، انٹرویو کب، کہاں اور کس ماحول میں لیا گیا تھا۔" (۱۵)

'ادب اور ادبی مکالمے' کے دیباچے کا اسلوب بہت دلچسپ اور منفرد ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر کتاب کی اشاعت تک مصنف نے اپنی تحریری سرگرمیوں کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس دیباچہ میں شورش کاشمیری اور شفیع عقیل کے ایک دوسرے کو لکھے گئے خطوط کی عبارت شامل ہے۔ بیش تر مصاحبات ۱۹۵۳۔۱۹۵۴ کے دوران کیے گئے۔

'ادب اور ادبی مکالمے' ۳۱ مصاحبات پر مشتمل ہے۔ مکالمے سے پہلے کے عنوان سے شفیع عقیل نے کتاب کا دیباچہ تحریر کیا ہے۔ مصاحبات کے علاوہ چار مذاکرے بھی شامل ہیں۔ جو کہ 'ہندوستان میں اردو ادب'، 'بھارت میں اردو زبان'، 'ترقی پسند ادب کے رجحانات' اور 'اردو افسانہ ماضی، حال اور مستقبل' ہیں۔ کتاب مصاحبین کی تصاویر سے مزین ہے۔

’ادب اور ادبی مکالمے‘ پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں رفتگان کے مصاحبات ہیں۔ جن میں مولانا عبدالمجید سالک، جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، مولانا صلاح الدین احمد، شاہد احمد دہلوی، محمد حسن عسکری، ممتاز حسین، حفیظ ہوشیار پوری، عزیز احمد، ممتاز شیریں، مجتبیٰ حسین، مجید لاہوری، آغا شورش کاشمیری، حمید نظامی، میرزا ادیب، ناصر کاظمی، ظہیر کاشمیری، ابراہیم جلیس اور فارغ بخاری شامل ہیں۔ حصہ دوم میں کتاب کی اشاعت تک زندہ ادبا و شعرا کے مصاحبات ہیں۔ جن میں احمد ندیم قاسمی، قرۃ العین حیدر، شوکت صدیقی، قتیل شفائی اور مشتاق احمد یوسفی شامل ہیں۔ ان میں سے بھی سب حیات نہیں ہیں۔ حصہ سوم چار فنکاروں استاد بنو خان، فیروز نظامی، استاد نزاکت علی سلامت علی اور عبدالرحمٰن کابلی کے اور حصہ چہارم تین مغربی دانشوروں ڈاکٹر این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر فریڈ شولز اور ڈاکٹر یان مارک کے مصاحبات پر مبنی ہے۔ حصہ پنجم میں پاکستان اور بھارت کی چند ممتاز ادبی شخصیات کے چار مذاکرے شامل ہیں۔

حصہ پنجم میں شامل مذاکروں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ ’ہندوستان میں اردو ادب‘ جنوری ۱۹۸۶ میں کراچی میں ہوا جس میں کنور مہندر سنگھ بیدی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، پروفیسر جگن ناتھ آزاد، ڈاکٹر مسعود حسین خان، داکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر حامدی کاشمیری، ڈاکٹر فہمیدہ بیگم بھارت سے اور شوکت صدیقی، ہاجرہ مسرور، مشفق خواجہ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور ڈاکٹر محمد علی صدیقی پاکستان سے شامل ہوئے۔ میر خلیل الرحمٰن نے ان کی میزبانی کی۔ ’بھارت میں اردو زبان‘ ۱۹۸۵ میں جنگ فورم میں ہوا جس میں صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی ڈاکٹر قمر رئیس مہمان تھے جبکہ شفیع عقیل اور نظام صدیقی شرکائے مذاکرہ تھے۔ ۱۹۸۶ میں جنگ فورم میں ’ترقی پسند ادب کے رجحانات‘ کے عنوان سے ادبی مذاکرہ ہوا جس میں بھارت سے ڈاکٹر قمر رئیس، ڈاکٹر شارب ردولوی، جوگندر پال، کمال احمد صدیقی، اقبال مجید اور اصغر علی انجینیر جبکہ پاکستان سے شوکت صدیقی، عبداللہ ملک، افضل رندھاوا، فخر زمان، رضا ہمدانی، قمر اجنالوی، مطیع اللہ ناشاد، احمد داؤد، مظہر جمیل اور مسلم شمیم شامل ہوئے۔ اپریل ۱۹۸۵ میں عصمت چغتائی کی پاکستان آمد پر جنگ فورم میں ’اردو افسانہ ماضی، حال اور مستقبل‘ کے عنوان سے ہونے والے مذاکرے میں عصمت چغتائی، شوکت صدیقی، ڈاکٹر محمد علی صدیقی اور ہاجرہ مسرور شریک ہوئے۔

**۱۸۔ ”دوسرا آدمی“ (محمد عاصم بٹ)**

اہم شخصیات کے انٹرویوز پر مشتمل ”دوسرا آدمی“ کے نام سے ناول نگار محمد عاصم بٹ کی کتاب ۱۹۹۲ میں جنگ پبلشرز لاہور سے شائع ہوئی۔ ۲۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

**۱۹۔ گفت و شنید (حسن رضوی)**

روزنامہ جنگ کے جریدہ ادب و ثقافت میں شائع ہونے والے مختلف علمی و ادبی شخصیات کے یہ ۱۳۲ انٹرویوز سنگ میل پبلیکیشنز لاہور سے ۱۹۹۰ع میں شائع ہوئے۔ یہ کتاب ۳۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ گفت و شنید میں احمد ندیم قاسمی، مجروح سلطان پوری، مالک رام، ڈاکٹر محمد حسن، امر تا پریتم، ڈاکٹر وحید قریشی، رام لعل، قتیل شفائی، سریندر پرکاش، عبداللہ حسین، منیر نیازی، وارث علوی، انیس ناگی، بخش لائل پوری، مظفر وارثی، کشور ناہید، افتخار عارف، ساگر سرحدی، ڈاکٹر آغا سہیل، ڈاکٹر شارب ردولوی، سید عاشور کاظمی، عطاء الحق قاسمی، مریم سلگانیک، الماس بیکف، ڈاکٹر انور سدید، مستنصر حسین تارڑ، ڈاکٹر سہیل احمد خاں، محمود ہاشمی، کرتار سنگھ دگل، جاوید شاہین، یونس جاوید، مغنی تبسم اور ذہین نقوی کے مصاحبات شامل ہیں۔

**۲۰۔ہم کلامیاں (حسن رضوی)**

کتبِ مصاحبات میں 'ہم کلامیاں' اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔دراصل یہ پینل انٹرویوز پر مشتمل ہے۔یہ روزنامہ جنگ کے جریدہ ادب و ثقافت میں شائع ہونے والے پاکستان اور ہندوستان کی مختلف علمی و ادبی شخصیات کے یہ ۲۴انٹرویوز سنگ میل پبلیکیشنز لاہور سے ۱۹۹۰ع میں شائع ہوئے۔یہ کتاب ۲۲۴صفحات پر مشتمل ہے۔ ہم کلامیاں میں فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، قرۃالعین حیدر، اختر الایمان، ڈاکٹر عبادت بریلوی، انتظار حسین، پروفیسر رشید حسن خان، شمس الرحمان فاروقی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، جمیل الدین عالی، ڈاکٹر قمر رئیس، احمد فراز، شمیم حنفی، پروفیسر مجتبیٰ حسین، پروفیسر رالف رسل، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر شہریار، پروفیسر جگن ناتھ آزاد، ڈاکٹر خلیق انجم، منیر احمد شیخ، رفعت سروش، ڈاکٹر منیر الدین احمد، سرمد صہبائی، مظہر امام کے مصاحبات شامل ہیں۔حسن رضوی پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''ہم کلامیاں، پینل انٹرویوز کے حوالے سے اپنی نوعیت کی غالباً پہلی کتاب ہے جس میں اردو ادب کے اہم ادباء کے فن اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس سے پیشتر ہمارے یہاں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات سے انٹرویو لینے کی روایت تو ایک طویل عرصے سے قائم ہے۔لیکن پینل انٹرویوز کی روایت سب سے پہلے روزنامہ ''جنگ'' لاہور نے قائم کی اور اس روایت کے محرک روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر میر شکیل الرحمان ہیں۔میں نے ان ہی کی تجویز پر معاصر اہم ادباء کے پینل انٹرویو کئے اور اس ضمن میں ہمیشہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ انٹرویو لینے والوں میں بجائے کسی ایک نقطہ نظر کے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ادیب شامل ہوں تاکہ انٹرویو لینے والے اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق استفسار کریں اور یوں تخلیق کار کی شخصیت اور فن کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں۔''(۱۶)

**۲۱۔مکالماتِ فراقی (ڈاکٹر طاہر مسعود)**

ممتاز دانشور ڈاکٹر تحسین فراقی کے مصاحبات پر مشتمل یہ تصنیف مارچ ۲۰۲۱ع میں دارالنوادر لاہور سے شائع ہوئی۔اس تصنیف میں ڈاکٹر تحسین فراقی کے ۲۲ مصاحبات شامل ہیں۔یہ مصاحبات خالد ہمایوں، احمد عطا، عمران نقوی، طارق ہاشمی، حسن رضوی، تسلیم احمد تصور، اجمل شاہ دین، فرحانہ خان، اقبال دانش، صلاح الدین، لیلیٰ کاظمی تبار، عابد گوندل، محمود الحسن، محمد ارسلان حجازی، عارفہ صبح خان، رؤف ظفر، راجا نیّر، عمران میر اور طیبہ وزیری نے مختلف اوقات میں مختلف اخبارات اور رسائل و جرائد کے لیے منعقد کیے۔ڈاکٹر طاہر مسعود نے ڈاکٹر تحسین فراقی کے کثیر مصاحبات میں سے صرف خیال افروز مصاحبات کا یہ انتخاب شائع کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حوالہ جات


1. محمد شکیل اختر:''رُوبرو''، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، مئی ۲۰۱۲ء، ص۱۶
2. ایضاً
3. طاہر مسعود، ڈاکٹر:''یہ صورت گر کچھ خوابوں کے'' کراچی: ہما پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۷ء، ص۱۰
4. آصف فرخی:''حرف من و تو'' لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۵ء، ص۲۰
5. الطاف احمد قریشی: ادبی مکالمے، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۸
6. الطاف حسن قریشی:''ملاقاتیں کیا کیا''، لاہور: جمہوری پبلیکیشنز، اشاعت سوم، جون ۲۰۱۷ء، ص۱۳

7. راشد حمید: ''مکالمہ نما'' گوجرانوالہ: فروغِ ادب اکادمی، ۱۹۹۹، ص ۸
8. ایضاً
9. راشد حمید، ڈاکٹر: ''گفتگو نما'' اسلام آباد: پورب اکادمی، جون ۲۰۱۱، ص ۹
10. تنویر ظہور: ''دلچسپ ملاقاتیں'' لاہور: الحمد پبلیکیشنز، اگست ۱۹۹۲، ص ۷
11. تنزیلہ عروج، ڈاکٹر: ''بولتے اوراق'' راولپنڈی: صریر پبلیکیشنز، ۲۰۲۰، ص ۹
12. خاور جمیل، ڈاکٹر، نسیم فاطمہ، ڈاکٹر: (مرتبین) ''مصاحبات ڈاکٹر جمیل جالبی'' کراچی: ڈاکٹر جمیل جالبی ریسرچ لائبریری، ۲۰۲۰، ص ج
13. تنولی، سراج احمد: ''بات کرکے دیکھتے ہیں'' میانوالی: پاکستان ادب پبلشرز، اکتوبر ۲۰۱۹
14. مظہر جمیل: ''گفتگو'' کراچی: مکتبہ دانیال، مارچ ۱۹۸۶، ص ۷
15. شفیع عقیل: ''ادب اور ادبی مکالمے'' کراچی: اکادمی بازیافت، جون ۲۰۰۲، ص ۱۱
16. حسن رضوی: ''ہم کلامیاں'' لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۰، ص ۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## ***Roman Havalajat***

1. Muhammad Shakeel Akhtar: “Ru-ba-Ru,” Maktaba Jamia Limited, New Delhi, May 2012, p. 16.
2. Ibid.
3. Dr. Tahir Masood: “Yeh Surat Gar Kuch Khwabon Ke,” Karachi: Huma Publishing House, 2017, p. 10.
4. Asif Farrukhi: “Harf-e-Man-o-Tu,” Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2015, p. 20.
5. Altaf Ahmad Qureshi: *Adabi Mukalme*, Lahore: Maktaba Alia, 1986, p. 8.
6. Altaf Hasan Qureshi: “Mulaqatein Kya Kya,” Lahore: Jumhuri Publications, third edition, June 2017, p. 13.
7. Rashid Hamid: “Mukalma Nama,” Gujranwala: Farogh-e-Adab Academy, 1999, p. 8.
8. Ibid.
9. Dr. Rashid Hamid: “Guftagu Nama,” Islamabad: Poorab Academy, June 2011, p. 9.
10. Tanveer Zahoor: “Dilchasp Mulaqatein,” Lahore: Al-Hamd Publications, August 1992, p. 7.
11. Dr. Tanzila Urooj: “Boltay Oraq,” Rawalpindi: Sareer Publications, 2020, p. 9.
12. Dr. Khawar Jamil and Dr. Naseem Fatima (Eds.): “Musahbat-e-Dr. Jameel Jalibi,” Karachi: Dr. Jameel Jalibi Research Library, 2020, p. j.
13. Siraj Ahmad Tanoli: “Baat Kar Ke Dekhtay Hain,” Mianwali: Pakistan Adab Publishers, October 1, 2019.
14. Mazhar Jamil: “Guftagu,” Karachi: Maktaba Daniel, March 1986, p. 7.
15. Shafi Aqeel: “Adab aur Adabi Mukalme,” Karachi: Academy Bazyaft, June 2002, p. 11.
16. Hasan Rizvi: "Hum Kalamiyan" Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1990, p. 5